ڈاکٹر عاصمہ غلام رسول
انچارج: شعبہ پنجابی
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی۔فیصل آباد

عالمی امن کے حوالے سے پنجابی قصہ گو صوفی شعراء کی خدمات

Stories are reflection of our social setup and social behaviours. Different characters are presented in stoires, to whom we feel in our surrounding. In Punjabi language some famous stories of romantic charactiers are presented in poetic style e.g. Heer Ranjha, Sassi Punnu, Yousaf (AS) Zulkha, Sohnimahiwal and Saif ul Malook.These are love stories, but other ethical messages are delevered in these poetic stories. In this articlel the prominent element of world peace is entracted from these poetic love stories. This is a unique acpect of punjabi poetic stories. The article deals with the efforts of punjabi sufi poets regarding world peace in their poetic stories.

امن تشدد کی عدم موجودگی ہے۔انسان ایک وقت میں متعدد قسم کے تشدد کا شکار ہوسکتا ہے لیکن سب سے تلخ تشدد ذہنی ہے۔جو بطور محرک ایک متشدد تحریک اور عمل کو جنم دیتا ہے۔ذہنی امن بھی اس تناسب سے اہمیت کا حامل ہے جو عالمی امن کی اساس ہے۔عالمی معاشروں کی اخلاقی قدوروں کی بنیاد مخصوص نظریات ہوتے ہیں۔یہ نظریات عالمی معاشروں کے تشکیلی عمل میں بنیاد ہوتے ہیں اور پھر یہی عالمی معاشرے نئے نظریات کو جنم دیتے ہیں۔سوچ اور معاشرتی تشکیل کا یہ عمل یکے بعد دیگرے قائم رہتا ہے۔مخصوص نظریات کے تحت معاشرتی ساخت کا جنم رویوں کی تشکیل کا ذمہ دار ہے۔مقتدر طبقے کا رویہ رویوں کا اظہار معاملات سے منسلک ہے۔متشدد رویے بھی انہیں نظریات کی کوکھ میں جنم لیتے ہیں۔جن کی بنیاد تشدد زدہ افکار یا رویے ہوتے ہیں۔معاشرتی سوچ کی پختگی اور سمت میں مقتدر کلایئے کا خاصا حصہ ہوتا ہے لیکن اہل ادب کے افکار کے اثرات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔کسی بھی معاشرے کے رجحانات اور ذہنی معیارات میں ترمیم یا تبدیلی میں شعراء کا کردار ہمیشہ اہم رہا ہے اور شاعر کے ذہن میں آنے والے خیالات ہمیشہ جغرافیائی حدود و قیود سے آزاد ہوتے ہیں۔ہر زبان میں لکھنے والوں نے دوسرے موضوعات کے ساتھ ساتھ امن و آتشی کا بھپیغام دیا ہے۔لیکن پنجابی شعرا کے ہاں یہ عنصر غالب نظر آتا ہے۔پنجابی قصہ گو شعرا نے واقعات کو اس ڈھنگ سے بیان کیا ہے کہ قصے کی ترتیب بھی نمایاں ہے اور انسان دوستی اور امن و محبت کے موضوعات بھی غالب ہیں۔پنجابی قصہ گو شعراء نے اپنی کہانیوں کو منظوم انداز میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ان کے اثرات

امن وامحبت کی صورت میں عالمی سطح پر بھی نظر آتے ہیں۔ پنجابی قصہ گو شعرا کے حوالے سے پروفیسر محمد اسماعیل بھٹی رقمطراز ہیں۔

''صوفی شاعر دوجیاں تیکر اپنی گل پہچان دی ایسی مناسب زبان گھڑ دا اے۔

جیڑی اوہدے من دیاں کہانیاں دوجیاں دلاں وچ اتار دیوے۔''(۱)

پنجابی قصہ گو شعرا نے اپنی کہانیوں کی مدد سے کل انسانیت کے لیے محبت اور امن کا پیغام دیا ہے۔ وارث شاہ محض دو پریمیوں کی محبت کی کہانی نہیں بلکہ انسانی کرداروں کی ایک الگ دینا ہے۔ جس میں جیت امن ومحبت کی ہی ہوتی ہے۔ منفی اور متشدد کردار غالب اور طاقت ور ہونے کے باوجود امن پسند عناصر کے سامنے آخر کار چاروں شانے چت ہو جاتے ہیں۔ امن اور اس کے حامی بظاہر کمزور نظر آتے ہیں مگر در حقیقت تشدد اور ظلم واستبداد کی مضبوط حقیقت کا سامنا ڈٹ کر کرتے ہیں۔ صوفی شعرا نے اپنے قصوں کے اندر کرداروں کی مدد سے امن اور تشدد کے تصورات کو واضع کیا ہے۔ قصوں کے مرکزی کردار علامتی طور پر معاشرے کو درس دے رہے ہیں اور آخر پر جیت حق اور امن کی ہی ہوتی ہے۔ ہیر وارث شاہ کے ایک پہلو میں ظلم واستبداد کی داستان بیان کر کے وارث شاہ نے جبر واستبداد کی تردید کرتے ہوئے امن کی ضد تشدد کی بات کا ذکر کیا ہے۔

جدوں دیس دے جٹ سردار ہوئے گھر و گھری جاں نویں بہار ہوئی

اشراف خراب کمین تازہ زمیندارنوں وڈی بہار ہوئی

چور چودھری یار رنیں پاک دامن بھوت منڈلی اک تھوں چار ہوئی

وارث جنہاں نیں آکھیا پاک کلمہ بیڑی تنہاں دی عاقبت پار ہوئی(۲)

وارث شاہ کا پیغام محض خطہ پنجاب کے پنجابیوں کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس جغرافیائی اور نسلی حدود سے بہت بالاتر ہو کر اپنا پیغام عام کرتے سنائی دیتے ہیں۔ مقامی زبان پنجابی میں دیا گیا پیغام فقط پنجابیوں کے لیے نہیں بلکہ یہ پیغام آفاقی نوعیت کا ہے۔ پنجابی قصوں کے دوسری زبانوں میں تراجم بھی اسی عالمگیریت کا ثبوت ہیں۔ وارث شاہ کے قصہ ہیر وارث شاہ میں ہر اس معاشرے کی بات کی گئی ہی جہاں ظلم وستم اور بدامنی کا سامنا ایسے کرداروں کو ہے جو ہمیشہ سے امن کے خواہاں ہیں۔

قصہ ہیر وارث شاہ میں لکھتے ہیں۔

رانجھا آکھدا خیال نہ پوو میرے شینہ سپ فقیر دا دیس کیہا

کونجاں وانگ مہولیاں دیس چھڈے اساں ذات صفات تے بھیس کیہا

وطن دماں دے نال تے ذات جوگی سانوں ساک قبیلڑا خویش کیہا

جیہڑا وطن تے ذات ول دھیان رکھے دنیا دار ہے اوہ درویش کیہا

دنیا نال پیوند ہے اساں کیہا پتھر جوڑنا نال سریش کیہا

سبھ خاک در خاک فناہ ہونا وارث شاہ پھر تنہاں نوں عیش کیہا(۳)

قصہ ہیر وارث شاہ پنجاب کی جغرافیائی اور لسانی حدود سے باہر نکل کر عالمی قصوں کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔اور اس میں موجود امن و محبت کا پیغامات بھی عالمی سطح پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ پنجاب کا ایک اور اہم قصہ سیف الملوک کے نام سے جانا جاتا ہے۔میاں محمد بخش نے سیف الملوک جیسے شاہکار سے پنجابی ادب کے دامن کو زرخیز کیا ہے۔ان کے اس عشقیہ قصے میں عشق کا رنگ غالب نظر آتا ہے۔لیکن یہ عشق روایتی نہیں بلکہ یہ عشق حقیقی کا نور ہے۔میاں محمد بخش اس نور سے پوری کائنات کو روشن اور منور کر کے امن و محبت کا گہوارہ بنانے کے خواہاں ہیں۔یہ نور درحقیقت محبت کا نور ہے۔آشتی کا نور ہے۔سکون کا نور ہے اور اس عالمگیر امن و امان کا نور ہے جس سے معاشرے روشن ہونے کی امید ہے۔اشعار ملاحظہ ہوں۔

رحمت دا مینہ پا خدایا باغ سکا کر ہریا

بوٹا آس امید مری دا کردے میوے بھریا

مٹھا میوہ بخش اجہیا قدرت دی گھت شیری

جو کھاوے روگ اسدا جاوے دور ہووے دلگیری

سدا بہار دئیں اس باغے کدے خزاں نہ آوے

ہوون فیض ہزاراں تائیں ہر بھکھا پھل کھاوے

بال چراغ عشق دا میرا روشن کر دے سیناں

دل دے دیوے دی رشنائی جاوے وچ زمیناں (۴)

میاں محمد بخش کی خواہش اور تمنا محدود نہیں بلکہ تمام انسانیات کے لیے ہے۔وہ عالم دنیا کے لیے برکت اور روشنی کی خواہش ظاہر کر رہے ہیں۔دعائیہ اور التجائیہ انداز سے محبتیں پھیلا رہے ہیں۔پنجابی شاعری کا ایک اہم قصہ گو شاعر مولوی غلام رسول عالمپوری ہیں۔جنہوں نے قرآن سے ماخوذ قصہ بنام احسن القصص'' قصہ یوسف زلیخا'' لکھ کر پنجابی زبان اور شعری سرمائے کو نفیس اضافے سے آہنگ کیا۔احسن القصص'' قصہ یوسف زلیخا'' میں مولوی غلام رسول عالپوری نے دنیا کی حقیقت سمجھتے ہوئے زندگی کو پر امن اور خوبصورت کرنے کی اہمیت پر زور دیا ہے۔قصہ یوسف زلیخا کے کردار قرآن سے ماخوذ ہیں لیکن مولوی غلام رسول عالمپوری نے ان کرداروں اور ان سے منسلک افکار و نظریات کو عالم کائنات کے افکار و نظریات سے جوڑ کر بیان کیا ہے۔اشعار یوں ہیں۔

جے میں چھوڑ جھکیں ول غیراں میں نا ملاں کدائیں

تے جاں تینوں میں نہ ملیا تیرا واس بلائیں

اکدم دور نہیں میں تیتھیں توں بھی دور نجائیں

ہاں میں تیں ول تیتھیں نیڑے پوریاں کریں وفائیں

ہاں میں ٹھیک نہیں جھوٹھی متاں یقین ہلا ہیں

خواب خیال نہیں ایہ گلاں مت کرو ہم اوڈائیں
باجھ میرے کوئی لبھیں ناہیں لبھ پوانگا تینوں
میں لے یا در کھانگا تینوں یاد رکھیں توں مینوں (۵)

ہاشم شاہ کا سسی پنوں کا قصہ بھی پنجابی ادب کے فلک پر چمکتا ستارہ ہے۔ پاکستان کی کے صحراوں کی عشقیہ داستان میں ثقافتی اور عشقیہ مناظر بدرجہ اتم موجود ہیں۔لیکن اس کے ساتھ زندگی کی تازگی اور امن و محبت کا مواد موجود ہے سسی اور پنوں کے دلچسپ کرداروں کی مدد سے ہاشم شاہ زندگی آزاد اور پر امن فضا کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

پھڑیا پندھ ہوئی نر بدنی ٹٹ گئی ڈور پتنگوں
سسی اوہ نہ دھردی آہی بھوئیں پر پیر پلنگوں
دل توں خوف اتار سدھائی دانو شیر پلنگوں
ہاشم جے دم جاس خلاصی ہوگس قید فرنگوں (۶)

پنجابی قصہ گو نے محض کہانیوں کو منظوم انداز سے بیان نہیں کیا بلکہ اپنے اشعار کی مدد سے ان کرداروں کو ہمیشہ کے لیے امر کر دیا ہے۔ ہیر رانجھا، سس پنوں۔ یوسف زلیخا اعر سیف الملوک محض پنجابی منظوم قصے نہیں ہیں۔ بلکہ پوری دنیا میں شہرت پا چکے ہیں۔ پنجابی قصہ گو شعراء نے جغرافیائی اور لسانی حدود سے بہت آگے نکل کر انسانیت کی تحسین ااور توقیر کی بات کی ہے۔ اپنے قصوں میں مقامی حالات بیان کرنے کے ساتھ عمومی طور پر کل انسانیت کی بات کی ہے۔ لہذا عالمی امن کے حوالے سے پنجابی قصہ گو شعرا کی خدمات گراں قدر ہیں۔ بد قسمتی سے جدید تحقیقی سوچ کے حامل محققین پنجابی ادب اور پنجابی شعراء کے کام کو تحقیقی عمل میں لانے سے گریز کرتے ہیں حالانکہ آفاقیت اور عالمگیریت سے لبریز یہ پنجابی قصے کئی نئے موضوعات اور زاویوں کو اپنے اندر سموئے ہوتے ہیں جو ہمیشہ غیر جانبدار محققین کے منتظر ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تعصب زدہ ذہنیت سے نکل کر ان قصہ گو شعراء کے کلام کا از سر نو جائزہ جدید تحقیقی مزاج کا ہونا چاہیے۔ تاکہ قصہ گو شاعروں کی خدمات اور کارناموں کو منظر عام پر لا کر قاری کی دسترس تک ممکن بنایا جا سکے۔

حوالہ جات

۱ ۔ اقبال صلاح الدین، مرتب لعلاں دی پنڈ، لاہور: عزیز بک ڈپو، ۱۹۹۲ء، ص ۲۵۴
۲ ۔ شیخ عبد العزیز، مرتب! ہیر وارث شاہؒ، لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، مئی ۲۰۰۵ء، ص ۴۲۴
۳ ۔ ایضاً، ص ۲۸۱
۴ ۔ میاں محمد بخش، اقبال صلاح الدین، مرتب! لاہور، عزیز پبلیشرز، ۱۹۹۶ء، ص ۷
۵ ۔ مولوی غلام رسول عالم پوری، احسن القصص، لاہور، سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء، ص ۱۰۸
۶ ۔ سائیں احسان باجوہ، مرتب! کلام سید ہاشم شاہؒ، تھرپال، نارووال: ہاشم شاہ میموریل ٹرسٹ، جنوری ۲۰۱۶، ص ۱۳۲